دل کی بات

گھری ہوئی ہے سیاست تماش بینوں میں

پاکستان ہمیشہ ناکام سیاسی تجربات کی آماجگاہ رہا ہے۔شہیدِ ملت لیاقت علی خان مرحوم' روس کا دورہ طے کر کے امریکہ تشریف لے گئے ،خواجہ ناظم الدین نے امریکی امداد بند ہونے کے خوف سے تحریک تحفظ ختم نبوت میں دس ہزار مسلمانوں کو امپورٹڈ گولیوں سے شہید کر ڈالا ،ملک وملت اور دین کے غدار' قادیانیوں کو اپنی وسیع گود میں پالا پوسا،محمد علی بوگرہ نے الگ کرتب دکھائے ،چودھری محمد علی نے اپنی ڈفلی بجائی ،سکندر مرزا نے بازارِ تعیش گرم کیا تو جنرل ایوب خان نے درہم برہم کر دیا۔جنرل یحییٰ خان نے سقوطِ مشرقی پاکستان کا افسوسناک تجربہ کیا ،بھٹو نے جمہوری آمریت متعارف کرائی ،جنرل ضیاءالحق نے اسلام کو تختۂ مشق بنایا ،بے نظیر اور نواز شریف نے دو دو مرتبہ قوم کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی اور اب جنرل پرویز مشرف روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر ملک کی نظریاتی بنیادوں کو مسمار کر رہے ہیں ،ہمارے معاشرتی اور خاندانی نظام کی جڑوں کو کاٹ رہے ہیں ،مذہب بیزاری ،بے حیائی ،فحاشی ،عریانی اور گرانی کو فروغ دے رہے ہیں۔ انہوں نے جس امریکہ کی خوشنودی اور صیہونی ونصرانی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے یہ سب کچھ کیا' وہ پھر بھی مطمئن نہیں۔ جنرل پرویز کی وفاؤں کا صلہ یہ ہے کہ امریکی تھنک ٹینک' پاکستان کو ایک ناکام ریاست کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔افسوس کہ ناکام تجربات اور نقصان در نقصان سے ہمارے حکمرانوں اور سیاست دانوں نے کوئی سبق نہیں سیکھا۔وہ شکست وذلت اور ناکامی کی راہ پر ہنوز ایستادہ ہیں۔بقول شورشؔ:

خطابت کے باورچی خانہ کا ایندھن
سیاست کی مٹی کے چکنے گھڑے ہیں
زبان و بیاں سے تہی دست واعظ
ابھی تک پرانی روش پر اڑے ہیں

برسوں کی طویل جدوجہد کے بعد ۱۹۷۳ء میں پاکستان کو ایک متفقہ آئین ملا تھا۔لیکن اس آئین کی کسی نے پاسداری نہیں کی۔آئین میں فوج کا کردار طے ہے لیکن فوجی آمروں نے بار بار سیاست میں مداخلت کر کے ایک طرف عوام کے منتخب نمائندوں کو اقتدار سے الگ کیا تو دوسری طرف سول اور فوج دونوں شعبوں کو کرپٹ کیا۔ملک ایجنسیوں کے حوالے کر دیا۔نتیجتاً باہمی انتشار ،فرقہ واریت ،آپا دھاپی ،چھینا جھپٹی ،بریف کیس پالیٹکس کی چمک دمک،لوٹ مار کا بازار گرم اور مفادات کے حصول کا طوفانِ بدتمیزی برپا ہو گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ حکومت یا اپوزیشن دونوں میں سے کوئی ایک بھی مخلص ہوتو ملک کی قسمت بدل سکتی ہے۔ معیشت وسیاست کی ڈوبتی نیّا پار لگ سکتی ہے۔دونوں کھوکھلے دعوے کررہے ہیں۔بھاری مینڈیٹ والے نواز شریف صاحب لندن میں بیٹھ کر کسی اچھے وقت کا انتظار کررہے ہیں اور بے نظیر' امریکہ و برطانیہ کے سیر سپاٹے میں مصروف ہیں۔میثاق جمہوریت ''محوِ تماشائے لبِ بام'' ہے تو اپوزیشن کا گرینڈ الائنس خوابوں کی دنیا میں میٹھی نیند سو رہا ہے۔مجلس عمل والے مراقبۂ موت میں مشغول ہیں۔اے آر ڈی ''اِک طرفہ تماشہ'' ہے۔سب اپنی اپنی زبان میں جنرل پرویز مشرف کے خلاف تحریک چلانے کی دھمکیاں دے رہے ہیں مگر چلانے کو تیار کوئی بھی نہیں۔ساٹھ سالہ تجربات کی روشنی میں جو کامیابی ہوئی ہے' وہ ایک روشن خیال اصطلاح ''ڈیل'' کی دریافت ہے۔پیپلز پارٹی' اعتقادی، فکری، تہذیبی اور ثقافتی اعتبار سے جنرل پرویز کے قریب تر ہے اور جنرل صاحب' پیپلز پارٹی کی روشن خیالی کا کئی بار اعتراف بھی کرچکے ہیں۔مگر ابھی تک اس سے ڈیل مکمل نہیں ہو پا رہی۔معلوم نہیں کن مراحل میں ہے۔مسلم لیگ (ن) ڈیل کے نتیجے میں چانس کھوچکی ہے، مجلس عمل نے ایل ایف او کے مسئلہ پر ٹھوکر کھائی اور اب حقوقِ نسواں بل پر ہزیمت اٹھائی۔استعفوں کی بڑھک مار کر عجیب مخمصے اور مشکل میں پھنس گئی ہے۔''پائے رفتن نہ جائے ماندن'' کی کیفیت میں ہے۔اس ساری صورت حال سے جنرل پرویز خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ان کی روشن خیالی عروج پر ہے۔انہوں نے انتخابی مہم شروع کررکھی ہے۔خانیوال اور کوئٹہ کے جلسوں میں انہوں نے برملا کہا کہ عوام میرے حامیوں کو ووٹ دیں اور مذہبی جاہلوں کو ناکام بنادیں۔وفاقی وزیرِ تعلیم جاوید اشرف قاضی نے تو جنرل پرویز کے انتخابی منشور کا بھی اعلان کردیا ہے کہ ''ہم بچوں کو قرآن کے چالیس پارے پڑھائیں گے اور پاکستان اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے نہیں بنا تھا۔''

یہ داستانِ کرب پیش کرنے کا مدعا یہ ہے ملک کی سیاسی قیادت اب تجربات کی بھٹی سے باہر نکلے، ۱۹۷۳ء کے آئین کی بحالی اور موجودہ حکومت کے خاتمے کے یک نکاتی ایجنڈے پر متفق ہوکر جدوجہد کرے۔پاکستان انتہائی نازک دوراہے پر ہے۔عالمی سامراج' افغانستان اور ایران کے حوالے سے ہمیں مزید امتحانات میں ڈالنے کی سازش کررہا ہے۔اُدھر مسٹر بش نے امریکہ و بھارت کے درمیان ایٹمی تعاون کے معاہدے پر دستخط کردیئے ہیں۔اس وقت ملک کے داخلی استحکام اور نظریاتی شناخت کی بحالی سب سے اہم ہے۔تب ہی خارجی سازشوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔اگر حالات کی سنگینی اور مستقبل کے خطرات کا ادراک نہ کیا گیا تو اس کی سزا صرف حکمرانوں اور سیاست دانوں کو ہی نہیں بلکہ ہماری آئندہ نسلوں کو بھی بھگتنا پڑے گی۔سیاست کو تماش بینوں اور مفاد پرستوں سے نجات دلاکر سنجیدہ ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل اگر کوئی دفتر میں ہے